

## امام ابراہیم نخعی کی عبد اللہ بن مسعود سے مرسل روایت کا حکم

### ابراہیم نخعی کا مختصر تعارف:

نام و نسب: إبراهيم بن يزيد بن قيس بن الأسود بن عمرو بن ربيعة بن ذهل بن سعد بن مالك بن النخع النخعي، اليماني، ثم الكوفي -

کنیت: أبو عمران۔

پیدائش: 46ھ تقریباً

طبقہ 5: یعنی صغار تابعین میں سے ہیں

وفات: 96ھ

عمر: 50 تقریباً

آپ امام حافظ اور اپنے زمانے میں کوفہ کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔ اس وجہ سے انہیں **فقیہ العراق** کا لقب دیا گیا ہے۔ آپ کی روایات صحاح ستہ اور باقی تمام بنیادی حدیث کی کتب میں موجود ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام **ملیکہ بنت یزید** د تھا جو کہ امام اسود بن یزید اور عبد الرحمن بن یزید کی بہن تھیں جو عبد اللہ بن مسعود کے کبار اصحاب میں شامل ہیں۔

امام ابوالحسن علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لم يحدث عن أحد من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم و قد أدرك منهم جماعة ، و رأى عائشة رؤيا ، و كان مفتى أهل الكوفة هو و الشعبي في زمانهما ، و كان رجلا صالحا فقيها متوقيا

**قليل التكلف** "ترجمہ: ابراہیم نے کسی صحابی رسول ﷺ سے روایت نہیں لی ہے لیکن ان کی ایک جماعت کا زمانہ پایا ہے، اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی دیکھا ہے۔ وہ اور امام شعبی اپنے زمانے میں اہل کوفہ کے مفتی تھے۔ وہ صالح فقیہ، محتاط اور قلیل التكلف شخص تھے (کتاب الثقات: 3)۔

امام اسماعیل بن ابی خالد فرماتے ہیں: **"كان الشعبي وإبراهيم وأبو الضحى يجتمعون في المسجد يتذكرون الحديث، فإذا جاءهم شيء ليس عندهم فيه رواية رموا إبراهيم بأبصارهم"** شعبی، ابراہیم اور ابو ضحیٰ مسجد میں جمع ہو کر حدیث پر تذکرہ کیا کرتے تھے، اور جب ان کے پاس کوئی ایسا مسئلہ پیش آتا جس میں ان کے پاس کوئی روایت نہ ہو تو وہ ابراہیم کی طرف اپنی نظریں جماتے تھے (الجرح والتعديل لابن ابی حاتم: 1/1/144، وتاريخ يحيى رواية عباس: 2/17)۔

جب ابراہیم فوت ہوئے امام شعبی نے فرمایا: **"ما ترك بعده خلف"** انہوں نے اپنے بعد کوئی ان جیسا نہیں چھوڑا (سیر اعلام النبلاء: 4/526)۔

امام یحییٰ بن معین، ابو زرعة، نسائی، ابن سعد، ابن حبان وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

آپ نے اہل کوفہ کی طرح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طریقے کو لازم پکڑا اور ان کی روایات، فقہ اور قراءت میں مہارت حاصل کی یہاں تک کہ امام علی بن المدینی نے فرمایا:

**"وكان إبراهيم عندي من أعلم الناس بأصحاب عبد الله وأبطنهم به"** ترجمہ: "میرے نزدیک ابراہیم اصحاب عبد اللہ کے بارے میں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والے اور دقیق العلم تھے" (العلل لابن المدینی: ص 43)۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب گنوانے کے بعد، امام علی بن المدینی فرماتے ہیں:

**"وأصحاب هؤلاء الستة من أصحاب عبد الله ممن يقول بقولهم ويفتي  
بفتواهم إبراهيم النخعي"** ترجمہ: اور عبد اللہ بن مسعود کے ان چھ (کبار) اصحاب کے وہ اصحاب جو ان کے  
قول کی پیروی کرتے، اور ان کے فتویٰ کے مطابق فتویٰ دیتے، ان میں ابراہیم نخعی شامل ہیں (العلل: ص 43)۔

اور قرآن کی قراءت بھی ابراہیم نے عبد اللہ بن مسعود کے طریقے پر لی ہے، چنانچہ ابو عمرو والدانی فرماتے ہیں: **"أخذ  
إبراهيم القراءة عرضا عن: علقمة، والأسود"**۔ ابراہیم نے قراءت قرآن علمقہ اور اسود سے لی  
ہے (سیر اعلام النبلاء: 4/529)۔

الغرض ابراہیم نخعی کی تمام فقہ، قراءت، اور مذہب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کبار اصحاب کے مطابق تھی، اور انہوں  
نے اس کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لیا تھا۔

اور ان سے پھر اس طریقے کو اعمش، سفیان، اور وکیع وغیرہ نے اس طریقے کو اپنایا اور اسی طریقے کو فقہ اہل کوفہ یا فقہ عبد اللہ  
بن مسعود کا نام دیا گیا۔

چنانچہ امام علی بن المدینی مزید فرماتے ہیں: "

**وكان أعلم الناس بهؤلاء من أهل الكوفة ممن يفتي بفتواهم ويذهب  
مذهبهم الأعمش وأبو إسحاق والأعمش أعلم الناس ممن مضى من  
هؤلاء غير رجل ولم يلق الأعمش من هؤلاء أحدا لقي أبو إسحاق منهم  
الأسود بن يزيد ومسروقا وعبيدة السلماني وعمرو بن شرحبيل ولم**

يلق علقمة ولا الحارث بن قيس  
ومن بعد هؤلاء سفیان الثوري كان يذهب مذهبهم ويفتي بفتواهم  
ومن بعد سفیان يحيى بن سعيد القطان كان يذهب مذهب سفیان  
الثوري وأصحاب عبد الله"

ترجمہ: "اور اہل کوفہ میں ان لوگوں کے علم کو سب سے زیادہ جاننے والے، جنہوں نے ان کے فتاویٰ کے مطابق فتویٰ دیا، اور ان کے مذہب کی پیروی کی، ان میں اعمش اور ابواسحاق شامل ہیں۔۔۔۔۔ اور ان کے بعد سفیان الثوری بھی ان کے مذہب پر چلے اور ان کے قول کے مطابق فتوے دیے۔ اور سفیان کے بعد، یحییٰ بن سعید القطان سفیان الثوری اور اصحاب عبد اللہ کے مذہب پر چلے۔" (العلل: ص 44)

گویا اہل کوفہ کی مجموعی فقہ کی سند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کی طرف لوٹتی ہے۔ اور اسی کو فقہ اہل کوفہ کہا جاتا ہے۔

### ابراہیم نخعی کی عبد اللہ سے روایت:

ابراہیم نخعی کی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرسل روایات، جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقہ، اقوال، قراءت، اور روایات پر مشتمل ہیں، کو صحیح شمار کیا جاتا ہیں کیونکہ ابراہیم عبد اللہ کے اقوال اور علم سے سب سے زیادہ واقف تھے جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے۔

کسی محدث یا امام کا کسی خاص صحابی یا شیخ کے طریقے، اقوال اور روایات میں خاص مہارت کے ہونے کی وجہ سے اس کی روایت کو انقطاع کے باوجود صحیح قرار دینا کوئی نیا اصول نہیں ہے بلکہ محدثین کے ہاں اس کی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں، مثلاً:

1- سعید بن المسیب کی سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت منقطع شمار کی جاتی ہے لیکن چونکہ امام سعید بن المسیب کو عمر رضی اللہ عنہ کے اقوال و افعال اور روایات کی خاص پرکھ اور جانکاری تھی تو اس وجہ سے محدثین نے اجماعی طور پر ان کی عمر سے روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

2- اسی طرح ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود کی اپنے والد سے روایت منقطع ہے لیکن محدثین نے انہیں قبول کیا ہے کیونکہ وہ اپنے والد کے گھر والوں سے روایت کرتے تھے، چنانچہ ابن رجب فرماتے ہیں:

"أبو عبدة لم يسمع من أبيه ، لكن رواياته عنه أخذها عن أهل أبيه ، فهي صحيحة عندهم"

(فتح الباری: 614)

اس کے علاوہ جہاں تک خاص سند کا تعلق ہے تو اس کے متعلق درج ذیل روایت کافی ہے:

امام ترمذی روایت کرتے ہیں: "حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ قَالَ قُلْتُ لِإِبْرَاهِمَ النَّخَعِيِّ أَسْنَدَ لِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ إِذَا حَدَّثَكَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فَهُوَ الَّذِي سَمِيتَ وَإِذَا قُلْتُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَهُوَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ" ترجمہ: "سلیمان الاعمش فرماتے ہیں میں ابراہیم نخعی نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود کی روایت کی سند بیان کریں، تو ابراہیم نے کہا: جب میں تمہیں عن رجل عن عبد اللہ کہہ کر روایت کروں تو وہ روایت میں نے صرف اسی سے سنی ہے، اور جب میں کہوں کہ عبد اللہ نے کہا، تو وہ روایت ایک سے زائد اشخاص نے مجھے عبد اللہ سے سنائی ہے۔" (العلل الصغیر للترمذی: ص

754، وشرح معانی الآثار: 1/226)

تبصرہ:

اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ابراہیم جب عبد اللہ سے مرسل روایت کریں تو وہ روایت رواۃ کی ایک جماعت نے عبد اللہ سے بیان کی ہوتی ہے۔

اس پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے جیسا کہ علامہ معلیٰ نے فرمایا: "ما روي عنه أنه قال : إذا قلت : قال عبد الله ، فهو عن غير واحد عن عبد الله . لا يدفع الانقطاع لاحتمال أن يسمع إبراهيم عن غير واحد ممن لم يلق عبد الله ، أو ممن لقيه و ليس بثقة " ترجمہ : یہ جو ابراہیم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب میں کہوں کہ عبد اللہ نے کہا ہے تو وہ غیر واحد نے عبد اللہ سے نقل کیا ہے، اس سے انقطاع رفع نہیں ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ ابراہیم نے اسے ایسے غیر واحد لوگوں سے سنا ہو جنہوں نے عبد اللہ کو نہیں پایا یا جنہوں نے انہیں پایا ہو لیکن ثقہ نہ ہوں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسی روایت کو امام ابن سعد نے اس سے افضل سند سے روایت کیا ہے، چنانچہ امام ابن سعد فرماتے ہیں: أخبرنا عمرو بن الهيثم أبو قطن قال: حدثنا شعبة عن الأعمش قال: قلت: لإبراهيم: إذا حدثني عن عبد الله فأسند، قال: إذا قلت: قال عبد الله، فقد سمعته من غير واحد من أصحابه، وإذا قلت: حدثني فلان، فحدثني فلان» ترجمہ: عمرو بن ہيثم شعبہ سے روایت کرتے ہیں کہ اعمش نے کہا میں نے ابراہیم سے کہا: جب آپ عبد اللہ سے روایت بیان کریں تو اس کی سند ذکر کر دیا کریں، تو ابراہیم نے کہا: جب میں کہوں کہ عبد اللہ نے کہا ہے تو اسے میں عبد اللہ کے ایک سے زائد اصحاب سے سنا ہے، اور جب میں کہوں کہ فلان نے مجھے بتایا ہے تو اس فلان نے ہی مجھے بتایا ہے (طبقات الکبریٰ لابن سعد: 6/190)۔

اسی روایت کو امام ابو زرہ الدمشقی نے بھی اپنی تاریخ (2/131) میں احمد بن سبویہ کے طریق سے عمرو بن الہیثم سے نقل کیا ہے۔

عمرو بن ہيثم ثقہ ثبت ہیں اور شعبہ کے خاص تلامذہ میں سے ہیں۔

اس روایت میں ابراہیم نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ وہ جب عبد اللہ سے مرسل روایت کریں تو وہ روایت عبد اللہ کے غیر واحد اصحاب سے مروی ہوگی، لہذا اس میں علامہ معلی کے اعتراض کا جواب موجود ہے کہ ابراہیم نے ایسے لوگوں سے روایت لی ہو جنہوں نے عبد اللہ کو نہیں پایا، کیونکہ ابراہیم نے صراحتاً کہا ہے کہ روایت عبد اللہ کے اصحاب سے ہے۔

اور ابراہیم نخعی کے شیوخ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے جتنے بھی اصحاب شامل ہیں وہ سب ثقہ کبار تابعین میں شمار ہوتے ہیں اور ان میں ایک بھی شخص ضعیف یا مجہول نہیں ہے۔ لہذا علامہ معلی کے دوسرا اعتراض کا بھی جواب اسی میں موجود ہے۔

**ابراہیم کے شیوخ جو عبد اللہ کے اصحاب ہیں یا ان سے روایت کرتے ہیں:**

امام ابراہیم نخعی کے وہ شیوخ جو عبد اللہ بن مسعود کے اصحاب ہیں یا ان سے روایت کرتے ہیں درج ذیل ہیں:

1. الأسود بن یزید النخعی (ثقة مخضرم)
2. الحارث بن سويد التيمي (ثقة ثبت)
3. الربيع بن خثيم الثوري (ثقة عابد مخضرم)
4. سالم بن أبي الجعد الأشجعي (ثقة)
5. شريح بن الحارث (ثقة)
6. شقيق بن سلمة الأسدي (ثقة مخضرم)
7. عبد الرحمن بن یزید النخعی (ثقة)
8. عبد الله بن سخیرة الأزدي (ثقة)
9. عبیدة بن عمرو السلماني الكوفي (ثقة)

10. علقمة بن قيس النخعي (ثقة ثبت)

11. مسروق بن الأجدع الهمداني (ثقة)

12. همام بن الحارث النخعي (ثقة عابد)

جیسا کہ دیکھا جاسکتا ہے کہ سب کے سب ثقہ تابعین ہیں اور ایک بھی ضعیف یا مجہول نہیں۔ لہذا یہاں احتمالات کی زیادہ گنجائش نہیں رہتی۔

اس قول کی تائید کرتے ہوئے **شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ** علامہ معلی کے قول کے تحت فرماتے ہیں:

"وإذا تأمل الباحث في قول إبراهيم «من غير واحد من الصحابة» يتبين له ضعف بعض الإحتمالات التي أوردها المصنف على ثبوت رواية إبراهيم إذا قال: قال ابن مسعود، فإن قوله: «من أصحابه» يبطل قول المصنف «أن يسمع إبراهيم من غير واحد ممن لم يلق عبد الله»، كما هو ظاهر"

ترجمہ: "جب کوئی باحث ابراہیم کے قول (من غیر واحد من اصحابہ) پر غور کرے گا تو اس پر ان بعض احتمالات کا ضعف واضح ہو جائے گا جو مصنف نے ابراہیم کی روایت میں کیے ہیں جب وہ قال ابن مسعود کہیں۔ کیونکہ ان کا قول (من اصحابہ) مصنف کے اس قول کو باطل کر دیتا ہے جس میں انہوں نے کہ (ہو سکتا ہے ابراہیم نے ایسے غیر واحد سے سنا ہو جنہوں نے عبد اللہ کو نہیں پایا)، جیسا کہ ظاہر ہے۔"

علامہ معلی کے دوسرے اعتراض: کہ ہو سکتا ہے وہ غیر واحد اشخاص غیر ثقہ ہوں، کا جواب دیتے ہوئے علامہ البانی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"هذا فيه بعد. فأنا لا نعلم في أصحاب ابن مسعود المعروفين من ليس بثقة، ثم أن عبارته المتقدمة منا آنفاً صريحة في أنه لا يسقط الوساطة بينه وبين ابن مسعود إلا الذي كان حدثه عنه أكثر من واحد من أصحابه. فكون الأكثر منهم - لا الواحد - غير ثقة بعيد جداً. لا



سيما وإبراهيم إنما يروي كذلك مشيراً إلى صحة الرواية عن ابن مسعود. والله أعلم".

ترجمہ: "یہ قول بعید ہے کیونکہ ہم ابن مسعود کے معروف اصحاب میں سے کسی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتے جو ثقہ نہ ہو۔ مزید یہ کہ براہیم کی مذکورہ بالا عبارت اس بات پر بالکل واضح اور صریح ہے کہ وہ اپنے اور ابن مسعود کے درمیان واسطے کو صرف تب گراتے ہیں جب اس روایت کو ابن مسعود کے ایک سے زیادہ اصحاب نے انہیں بیان کیا ہو۔ لہذا ان میں سے اکثر نہ کہ صرف ایک شخص کا غیر ثقہ ہونا بہت ہی بعید بات ہے۔ خاص کر جب براہیم صحت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے (یعنی بالجزم) ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، واللہ اعلم۔" حاشیہ التتکیل للالبانی: 2/898)

شیخ البانی کا یہ کلام اوپر بیان کی گئی باتوں کی عین تائید کرتا ہے۔ مزید یہ کہ براہیم کی عبد اللہ سے مراسیل پر بڑے ائمہ و محدثین نے بھی صحت کا حکم لگایا ہے۔

### محدثین کے نزدیک ابراہیم کی عبد اللہ سے روایت کا حکم:

ابراہیم کی عبد اللہ بن مسعود سے مرسل روایات کے بارے میں بعض محدثین کیا کہتے ہیں وہ بھی دیکھ لیتے ہیں:

1-

حافظ علائی فرماتے ہیں: "جماعة من الأئمة صححوا مراسيله كما تقدم وخص البيهقي ذلك بما أرسله عن بن مسعود" ائمہ کی ایک جماعت نے ابراہیم کی مراسیل کو صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ پیچھے گزرا، جبکہ بیہقی نے اسے ان کی ابن مسعود سے مرسل روایت پر خاص کیا ہے (جامع التحصیل: ص

2-

امام ابو جعفر الطحاوی فرماتے ہیں " : كان إبراهيم , إذا أرسل عن عبد الله , لم يرسله إلا بعد صحته عنده , وتواتر الرواية عن عبد الله.... فكذاك هذا الذي أرسله عن عبد الله لم يرسله إلا ومخرجه عنده أصح من مخرج ما يرويه عن رجل بعينه عن عبد الله " ترجمہ : ابراہیم عبد اللہ بن مسعود سے تب ہی ارسال کرتے تھے جب اس کی صحت ان کے نزدیک ثابت ہو جاتی، اور عبد اللہ سے اس کی روایت متواتر ہوتی۔۔۔۔ پس اسی طرح یہ روایت جو انہوں نے عبد اللہ سے مرسل بیان کی ہے اس کا مخرج ان کے نزدیک ایک آدمی کا واسطہ ذکر کر دینے سے زیادہ صحیح ہے (شرح معانی الآثار: 226/1)۔

3-

حافظ ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ ابراہیم کے قول کی شرح میں فرماتے ہیں " : هذا يقتضي ترجيح المرسل على المسند، لكن عن النخعي خاصة، فيما أرسله عن ابن مسعود خاصة. وقد قال أحمد في مراسيل النخعي، لا بأس بها " . ترجمہ : اس قول کا تقاضا یہ کہ مرسل کو مسند پر ترجیح دی جائے، لیکن صرف ابراہیم نخعی کی روایت میں ہی، جس میں انہوں نے خاص ابن مسعود سے ارسال کیا ہو۔ جبکہ امام احمد ابراہیم نخعی کی مراسیل کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے (شرح علل الترمذی: 542/1)۔

-4

امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **مرسلات إبراهيم صحيحة، إلا حديث تاجر البحرين، وحديث الضحك في الصلاة**

ترجمہ: "ابراہیم کی تمام مرسل روایتیں صحیح ہوتی ہیں سوائے حدیث تاجر البحرین اور ضحک فی الصلاة کے"

(تاریخ ابن معین روایۃ الدوری: 959)

اور ایک دوسری جگہ پر فرمایا: **مرسلات إبراهيم أصح من مرسلات سعيد بن**

**المُسَيَّب، والحسن**

ترجمہ: "ابراہیم کی مرسل روایتیں سعید بن المسیب اور حسن بصری کی مرسل روایتوں سے بھی زیادہ صحیح ہیں" (دیکھیں: تاریخ

ابن معین روایۃ الدوری: 960، وروایۃ ابن محرز: 1/588)۔

اور سبھی جانتے ہیں کہ سعید بن مسیب کی مرسل روایات سب سے زیادہ صحیح مانی جاتی ہیں یہاں تک کہ امام شافعی نے بھی مرسلات کے متعلق اپنے سخت اصول کے باوجود ان کی مرسل کو صحیح کہا ہے۔ اور امام یحییٰ کا پہلا قول ان کا ابراہیم کی مرسلات کا تتبع اور قریبی معائنہ و علم کی طرف صاف اشارہ کرتا ہے

-5

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **ومرسلات إبراهيم النخعي لا بأس بها** "ابراہیم کی

مرسلات میں کوئی حرج نہیں

(المعرفة والتاريخ: 3/239)

**چند اشکالات کا جائزہ:**

مرسل روایت کے بارے میں عام اصول یہ ہے کہ وہ منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہوتی ہے، اور یہاں بھی ظاہر انقطاع ہی ہے، لیکن ان کبار ائمہ کا ابراہیم کی روایات کو اس عام اصول سے مستثنیٰ کرنا ان کے علم اور تتبع کا ثبوت ہے۔ اور یہ اصول معلوم شدہ ہے کہ جب کوئی چیز کسی عام حکم سے خاص کی جائے تو وہ علم کی بنیاد پر مقدم ہوتی ہے۔ اور اس کو رد کرنے کے لئے عام اصول کا سہارا نہیں لیا جاسکتا بلکہ اس کے لئے خاص جرح یا قول کی ضرورت ہے۔

اس کے باوجود بعض لوگ اس کے رد میں چند عام اقوال سے استدلال لیتے ہیں، مثلاً:

-1

امام شافعی کا قول: "وأصل قولنا أن إبراهيم لو روي عن علي وعبد الله لم يقبل منه لأنه لم يلق واحدا منهما"

ترجمہ: "ہمارے قول کی اصل یہ ہے کہ ابراہیم اگر سیدنا علی اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کریں تو قبول نہیں کیوں کہ ابراہیم کی ان دونوں میں سے کسی سے ملاقات نہیں ہے۔"

(کتاب الام: 1/105)

عرض ہے کہ:

- امام شافعی یہاں خود اپنے اس قول کی دلیل کے طور پر ابراہیم کا ان دونوں اصحاب سے عدم لقاء کو پیش کر رہے ہیں، الغرض ان کا یہ رد کرنا ایک عام اصول کے تحت ہے جو کسی خاص علم کو مستلزم نہیں۔
- امام احمد، اور ابن معین وغیرہ بھی اچھی طرح جانتے اور مانتے ہیں کہ ان کے درمیان انقطاع ہے، لیکن انہوں نے اس کے باوجود ایک خاص اور اضافی قول کے طور پر کہا ہے کہ ان کی یہ مرسلات صحیح ہیں۔
- یہ قاعدہ عام ہے کہ جاننے والا نا جاننے والے پر حجت ہوتا ہے۔ چنانچہ جس نے اپنے علم کی بنیاد پر اضافی بات کی وہ اس پر مقدم ہے جس نے عموم اور ظاہری حالت کے پیش نظر فیصلہ کیا۔
- امام شافعی اگرچہ فقہ میں مقدم تھے، لیکن حدیث، درجال و علل و اسانید وغیرہ میں وہ امام احمد، اور امام یحییٰ بن معین وغیرہ جیسے نہیں تھے، لہذا اس فن میں ان دونوں کبار کی باتوں کو زیادہ وزن حاصل ہے۔

- اس بات کا بھی کوئی اتہ پتہ نہیں کہ امام شافعی کو ابراہیم کے اس قول کا بھی علم تھا یہ نہیں جس میں انہوں نے ابراہیم سے اپنی مرسل کی وضاحت کی ہے۔

-2

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "استقر الأمر على أن إبراهيم حجة، وأنه إذا أرسل  
عن ابن مسعود وغيره فليس ذلك بحجة"

ترجمہ: "ابراہیم نخعی کے حجت ہونے پر اتفاق ہے لیکن جب عبد اللہ بن مسعود وغیرہ سے روایت کریں تو حجت نہیں"  
(میزان الاعتدال: 1/75)

اس میں بھی وہی جوابات کار فرما ہیں جو اوپر امام شافعی کے قول میں پیش کئے گئے ہیں۔  
اس میں ایک اور بات کا اشکال ہے کہ امام ذہبی نے یہ فیصلہ میزان الاعتدال میں ذکر کیا ہے لیکن اس میں ابراہیم کے وضاحتی  
کے قول کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔  
جبکہ سیر اعلام النبلاء میں انہوں نے نہ صرف اس قول کو ذکر کیا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ امام یحییٰ بن معین کا وہ قول بھی نقل  
کیا ہے جس میں انہوں نے ابراہیم کی مراسیل کو صحیح کہا ہے اور اس پر انہوں نے کوئی وضاحتی نوٹ نہیں لگایا۔  
اس سے اس بات کا قوی امکان معلوم ہوتا ہے کہ امام ذہبی کا یہ قول منسوخ ہو۔ اور یہ امام ذہبی سے بعید نہیں ہے کیونکہ میزان  
الاعتدال میں بے شمار مثالیں موجود ہیں جن کی امام ذہبی نے بعد میں سیر میں تبدیل کیا ہے۔ اور ان دونوں کتابوں کی تاریخ  
کتابت میں دس سے بھی زیادہ سال کا فرق ہے۔  
بہر حال کبار ائمہ نقاد کا قول ان کے قول پر مقدم ہے۔

اس کے علاوہ جو چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں وہ سبھی عمومی اصول پر مبنی اقوال ہیں جن کا جواب دے دیا گیا ہے۔

لہذا ابراہیم کی عبد اللہ سے مرسل روایت یا کم از کم عبد اللہ بن مسعود کے اپنے اقوال، فقہ، اور افعال پر مشتمل روایات جن میں اتنی سختی نہیں برتی جاتی، صحیح ہوں گی، ان شاء اللہ۔ اور اگر کہا جائے کہ ابراہیم کے شیوخ مجاہل ہو سکتے ہیں تو یہ بعید ہے کیونکہ ابراہیم کے تمام شیوخ جو ابن مسعود کے اصحاب شمار ہوتے ہیں وہ ثقہ ہیں۔ اور اگر کوئی ضعیف یا مجہول ہو بھی تو وہ ایک دوسرے کو مل کر تقویت دے دیتے ہیں کیونکہ ابراہیم نے خود وضاحت کی ہے کہ وہ ایک سے زائد اصحاب کے ذریعے ایسی روایات نقل کرتے ہیں۔ واللہ الحمد

واللہ اعلم۔